الحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الۡمُرۡسَلِیۡنَ اَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ ط بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ط

"اولیاء کرام رَحمۃُاللہِ عَلَیْہِم کی 12 حکایت"

حکایت(01): "بلقیس کا تخت(throne) کس طرح آیا؟"

حضرت سُلَیمان عَلَیْہِ السَّلَام جب بادشاہ تھے، اُس وقت ایک "سبا" نام کا ملک تھا جس کی مَلِکہ(queen) کا نام "بِلْقِیس" تھا اس کا بادشاہی تخت(throne) اَسّی 80 گز لمبا(long) اور چالیس 40 گز چوڑا(wide) تھا، یہ تخت سونے، چاندی اور طرح طرح کے ہیروں(diamonds) سے بنایا گیا تھا، جب پہلی مرتبہ(first time) حضرت سلیمان عَلَیْہِ السَّلَام نے ملکہ بلقیس کو اسلام کی دعوت دی تو اس نے حضرت سلیمان کو بہت سارے تحفے(gifts) بھیجے تاکہ اسے اسلام قبول نہ کرنا پڑے۔ حضرت سلیمان عَلَیْہِ السَّلَام نے بلقیس کے تمام تحفے واپس کر دیئے اور حکم بھیجا کہ وہ مسلمان ہو کر آپ کے پاس آجائے، حضرت سلیمان عَلَیْہِ السَّلَام نے یہ چاہا کہ ملکہ بلقیس کے یہاں آنے سے پہلے ہی اُس کا تخت(throne) میرے پاس آجائے۔ آپ عَلَیْہِ السَّلَام نے اپنے پاس موجود لوگوں سے یہ فرمایا: تم میں کون ہے کہ وہ ملکہ بلقیس کے یہاں آنے سے پہلے اس کا تخت میرے پاس لے آئے ایک بڑے جِنّ نے بولا: میں آپ کا اجلاس(meeting) ختم ہونے سے پہلے وہ تخت لے آؤں گا۔ حضرت سلیمان عَلَیْہِ السَّلَام نے فرمایا: اس سے بھی جلدی۔ یہ سن کر اللہ پاک کے ولی اور آپ عَلَیْہِ السَّلَام کے وزیر آصف بن بَرخِیا رَحمۃُ اللہِ عَلَیْہ نے عرض کیا:

ترجمہ(Translation): میں اسے آپ کی بارگاہ میں آپ کے پلک جھپکنے(in the blink of an eye) سے پہلے لے آؤں گا پھر جب سُلَیمان نے اس تخت کو اپنے پاس رکھا ہوا دیکھا تو فرمایا: یہ میرے ربّ کے فضل سے ہے(جو اُس نے مجھ پر کیا) تاکہ وہ مجھے آزمائے کہ میں شکر کرتا ہوں یا ناشکری؟ (پ۱۹، سورۃ النحل، آیت۴۰)

(ترجمہ کنزالعرفان) (عجائب القرآن، ۱۸۸، ۱۸۷)

www.farzuloom.net

اس قرآنی واقعے سے ہمیں یہ درس ملا کہ اللہ پاک نے اپنے ولیوں کو بہت طاقت دی ہے۔اللہ پاک کے ولی بہت دور کا سفر فوراً کر سکتے ہیں، انہیں کسی گاڑی کی ضرورت نہیں ہوتی۔ انہیں بھاری چیز اُٹھانے کے لیے کوئی ٹرک (truck) نہیں چاہیے۔انہیں کسی جگہ کا پتا(address) معلوم کرنے کے لیے انٹرنیٹ(internet)پر سرچ(search) بھی نہیں کرنا پڑتا۔

تعارُف(Introduction):

اللہ پاک کے ولی، حضرت آصف بن بَرخِیا رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ، حضرت سلیمان عَلَیْہِ السَّلَام کے وزیر اور شاگرد تھے۔(کشف النور، ص ۵۲ ملخصاً)

اللہ کے ولی کی شان:

فرمانِ آخری نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم: قیامت کے دن ایک شخص کو لایا جائے گا جس کا کوئی گناہ نہیں ہو گا۔اللہ پاک فرمائے گا: کیا تو میرے ولیوں سے دوستی رکھتا تھا؟ وہ کہے گا: میں تو لوگوں سے دور رہتا تھا۔ فرمائے گا: کیا تو میرے دشمنوں سے دشمنی رکھتا تھا؟ بندہ کہے گا: مولا! میری کسی سے کوئی دشمنی نہیں تھی۔اللہ پاک فرمائے گا: جو میرے اولیا سے دوستی اور میرے دشمنوں سے دشمنی نہ رکھے وہ میری رحمت سے محروم ہے۔

(معجم کبیر، ۱۹/ ۵۹، حدیث: ۱۴۰ ملتقطا)

حکایت(02): "شیطان بہت چالاک ہے"

غوثِ پاک سیّد عبدُ القادر رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: ایک بار میں کسی جنگل کی طرف نکل گیا اور کئی دن تک وہاں رہا۔ میرے پاس کھانے پینے کے لیے کچھ نہ تھا۔ مجھے بہت پیاس لگی، ایسے میں میرے سر پر ایک بادَل (cloud) آگیا، اُس میں سے کچھ بارِش ہوئی جس سے میں نے پانی پی لیا، اس کے بعد بادَل میں ایک خوبصورت شکل نظر آئی اور ایک آواز آنے لگی: "اے عبدُ القادِر! میں تیرا ربّ ہوں، میں نے دنیا کی تمام حرام چیزیں تمھارے لئے جائز کر دیں (یعنی تم ہر گناہ کا کام کر سکتے ہو)۔" میں نے اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ پڑھا،

فوراً وہ روشنی ختم ہوگئی اور اب ایک دھواں (smoke) نظر آنے لگا اور اب شیطان کی آواز آئی: اے عبدُالقادِر! اس سے پہلے میں نے ستَّر (70) ولیوں کو نیکی کے راستے سے ہٹا دیا مگر تجھے تیرے علم نے بچالیا۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: میں نے کہا: اے بے عزّت! مجھے میرے علم نے نہیں بلکہ اللہ پاک نے بچالیا۔ (بہجۃ الاسرار، ص۲۲۸)

اس حکایت سے معلوم ہوا کہ شیطان بہت چالاک ہے، وہ ہر مسلمان کا دشمن ہے، ہر کسی کو نیکی سے دور کرتا ہے۔ ہمیں چاہیے کہ ہم اللہ پاک سے دعا کرتے رہا کریں کہ وہ ہمیں، شیطان سے بچائے۔

تعارُف (Introduction):

غوثِ پاک شیخ عبدُالقادر رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ رَمضان کی پہلی تاریخ 470 سنِ ہجری کو جیلان میں پیدا ہوئے۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے پہلے دن (first day) ہی سے روزہ رکھا بلکہ پورا مہینا ہی روزہ رکھتے رہے کہ آپ سحری سے لے کر افطاری تک دودھ نہیں پیتے تھے۔ (بہجۃ الاسرار، ص:۱۷۱، ۱۷۲) آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے چالیس (40) سال تک ایسا کیا کہ رات کو وضو کرکے عشاء کی نماز پڑھتے اور پوری رات عبادت میں گزار دیتے یہاں تک کہ رات والے وضو سے فجر کی نماز پڑھتے۔ (بہجۃ الاسرار، ص:۱۶۴) پندرہ (15) سال تک ہر رات قرآنِ پاک کا ختم کرتے رہے۔ (بہجۃ الاسرار، ص:۱۱۸) آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے 11 رَبیعُ الثّانِی 561 سنِ ہجری میں اکانوے (91) سال کی عمر میں بغداد شریف میں انتقال فرمایا۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا مزار شریف بغداد میں ہے اور اولیاء کرام سے محبّت رکھنے والے بہت سے عاشقانِ اولیاء، دنیا بھر سے آپ کے مزار پر حاضر ہوتے ہیں۔ (الطبقات الکبریٰ للشعرانی، ج۱، ص۱۷۸) آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا انتقال گیارہ (11) تاریخ کو ہوا لہٰذا آپ سے محبّت کرنے والے ہر ماہ کی (11) تاریخ کو، آپ کے ایصالِ ثواب (یعنی نیکیوں کا ثواب بھیجنے) کے لیے قرآن پاک پڑھتے پڑھاتے، نعت خوانی کرتے اور کھانا کھلاتے ہیں (مسلمان محبّت میں اس ایصالِ ثواب کو "گیارویں شریف" کہتے ہیں)۔

اللہ کے ولی کی شان:

فرمانِ آخری نبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم: مخلوق (all creatures) میں سے اللہ پاک کے ایسے (نیک) بندے

www.farzuloom.net

(یعنی اولیاءِ کرام) ہر وقت ہوتے ہیں جن اولیا کی وجہ سے اللہ پاک لوگوں کو زندگی اور موت دیتا، ان کی وجہ سے بارش ہوتی ہے، (کھیت میں) فصلیں اُگتی ہیں اور انہی کے سبب سے لوگوں کی مصیبتیں دور ہوتی ہیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رَضِیَ اللہُ عَنْہ سے پوچھا گیا: ان (اللہ پاک کے ولیوں) کی وجہ سے لوگوں کو زندگی اور موت کیسے ملتی ہے؟ فرمایا اس لئے کہ: وہ اللہ پاک سے اُمت زیادہ ہونے کی دُعا کرتے ہیں تو ان کی دُعا سے مسلمانوں میں اضافہ کر دیا جاتا ہے اور ظالموں کے خلاف دعا کرتے ہیں تو اللہ پاک ظالموں کو ختم کر دیتا ہے۔ (تاریخ مدینۃ دمشق لابن عساکر، ج ۱، ص ۳۰۳، ملخصا)

حکایت (03): "ہاتھ کی طاقت ختم ہو گئی"

حضرت بہاء الدین زکریا سہروردی ملتانی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ (پیری مریدی کے) سلسلہ سہروردیہ کے بڑے بزرگ ہیں آپ اللہ پاک کے ولی، بڑے زمیندار (landowner) اور تاجر بھی تھے دنیا کے کئی ملکوں میں لوگ آپ کا مال لے کر جاتے تھے جس سے لاکھوں روپے آپ کے پاس آتے تھے، آپ بہت ہی سخاوت کرنے والے تھے، آپ تجارت اور کھیتی باڑی (cultivation) سے حاصل ہونے والا تمام مال غریبوں فقیروں، مسافروں وغیرہ پر خرچ کر دیتے تھے۔ (فیضانِ بہاء الدین زکریا، ملخصا)

ایک مرتبہ حضرت بہاء الدین زکریا سہروردی ملتانی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ اپنے کمرے میں عبادت کر رہے تھے۔ چند مُرید (disciples) بھی آپ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ اچانک (suddenly) آپ اپنی جائے نماز سے اُٹھے اور رقم کی ایک تھیلی ہاتھ میں لے کر باہر نکل گئے۔ مُرید بھی حیران (surprise) ہو کر آپ کے پیچھے چل پڑے، باہر آ کر دیکھا کہ چند آدمی ایک غریب شخص کو اپنا دیا ہوا قرض (loan) مانگتے ہوئے اسے تنگ کر رہے ہیں اور اس شخص کے پاس ایک روپیہ بھی نہیں تھا۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے قرض مانگنے والوں کو بلا کر فرمایا: یہ تھیلی لے لو اور جتنا اس شخص کا قرض (loan) ہے، اُتنا نکال لو۔ قرض مانگنے والے کے دل میں لالچ آ گئی

www.farzuloom.net

اوراس نے اپنے قرض سے کچھ روپے زیادہ لینے چاہے۔ فوراً اس کا ہاتھ خشک ہو گیا(یعنی ایک ہی جگہ رُک گیا، اب ہاتھ ہلانے کی طاقت نہیں رہی) چِلّا کر بولا: حضور معاف فرمایئے، میں زیادہ لینے سے توبہ کرتا ہوں۔ فوراً اس کا ہاتھ ٹھیک ہو گیا۔ غریب شخص کا قرض ادا ہو گیا، وہ حضرت بہاء الدین زکریا ملتانی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کو دعائیں دینے لگا۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ مریدوں کے ساتھ اپنے کمرے کی طرف واپس تشریف لے آئے اور فرمایا: اللہ پاک نے مجھے اس شخص کی مدد کے لئے بھیجا تھا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ! اس کا قرض(loan) ادا ہو گیا۔ (فیضان بہاء الدین زکریا، ص ۴۲)

اس حکایت(سچے واقعے) سے ہمیں یہ درس(lesson) ملا کہ اللہ پاک کے ولیوں کے سامنے اپنا دل بھی سنبھال کر رکھنا چاہیے یعنی کسی بُرے کام کا ارادہ(intention) بھی نہیں کرنا چاہیے، یہ بھی معلوم ہوا کہ لالچ بُری بلا ہے اور اللہ پاک کے ولی غریبوں کی مدد کرتے ہیں، ہمیں بھی چاہیے کہ جب کسی کی پریشانی کا پتا چلے اور ہم اُس کی مدد کرسکتے ہوں تو اِس سے پہلے کہ وہ ہمیں مدد کا کہے، ہم اُس کی مدد کردیں۔

تَعَارُف(Introduction):

حضرت بہاء الدین زکریا سہروردی قریشی ملتانی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ ۲۷ رمضان المبارک 522 سنِ ہجری پنجاب میں پیدا ہوئے۔ (پیری مریدی کے) سلسلہ سہروردیہ کے بزرگ حضرت شہاب الدین سہروردی رَحْمَۃُ اللہ عَلَیْہ نے آپ کو خلافت بھی دی(یعنی آپ کو اجازت دی کہ اب آپ دوسروں کو مرید کرسکتے ہیں)۔ آپ بہت زیادہ عبادت کرنے والے اور اللہ پاک کی مخلوق(creatures) کی خدمت(یعنی لوگوں کی مدد) کرنے والے تھے، آپ کا مزار شریف مدینۃ الاولیاء(یعنی اولیاء کے شہر) ملتان میں ہے ہزاروں عاشقانِ رسول آپ کے مزار کی زیارت کے لیے حاضر ہوتے ہیں۔ (فیضان بہاء الدین زکریا، ملخصا)

اللہ پاک کے ولی کی شان:

فرمانِ آخری نبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: بہت سے پراگندہ بال (یعنی جن کے بال درست نہ ہوں)، غبار آلود چہرے(یعنی چہرے پر مٹی ہو) اورپھٹے پرانے کپڑوں والے لوگ جن کو حقیر(یعنی چھوٹا) سمجھا جاتا ہے، (لیکن یہ

لوگ) ایسے ہوتے ہیں کہ اگر وہ اللہ پاک پر قسم کھائیں تو اللہ پاک اس (قسم) کو ضرور پورا کرے۔ (سنن الترمذی، کتاب المناقب، ۵/۴۶۰، حدیث: ۳۸۸۰)

حکایت (04): "قیدیوں (prisoners) کے ساتھ کھانا کھایا"

حضرت شیخ شہاب الدین سہر وردی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: ایک مرتبہ میں اپنے پیر صاحب حضرت ابو نجیب ضیاء الدین سہر وردی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے ساتھ مُلکِ شام گیا۔ کسی مالدار شخص نے کھانے کی کچھ چیزیں قیدیوں (prisoners) کے سروں پر رکھوا کر بھجوائیں۔ ان قیدیوں کے پاؤں بندھے ہوئے تھے۔ جب دستر خوان (tablecloth for meal) بچھایا گیا تو آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے خادِم کو حکم دیا: ان قیدیوں کو بلاؤ تاکہ وہ بھی ہمارے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھائیں۔ لہٰذا ان سب قیدیوں کو لایا گیا اور ایک دستر خوان پر بٹھا دیا گیا۔ شیخ ضیاء الدین ابو النجیب رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ اپنی جگہ سے کھڑے ہو کر ان قیدیوں کے ساتھ جا کر بیٹھ گئے اور ان سب نے آپ کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھایا۔ (الابریز، ج۲، ص۱۴۶ ملخصًا)

اس حکایت سے معلوم ہوا کہ اللہ کے وَلی، تکبّر (arrogance) سے بہت زیادہ بچتے تھے، غریبوں اور کمزورلوگوں سے محبّت کرتے تھے۔ ہمیں بھی تکبّر جیسی برائی سے بچنا چاہیے اور کمزور لوگوں کے ساتھ محبّت بھی کرنی چاہیے۔

تَعَارُف (Introduction):

حضرت ابو نجیب ضیاء الدین سہر وردی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ 490 سِنِ ہجری میں ایران کے شہر سہر ورد میں پیدا ہوئے، آپ نے دینی تعلیم حاصل کرنے کے لیے بغداد کا بھی سفر کیا اور مزید تعلیم غوثِ پاک سیّد عبدُ القادر رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے مدرسے "جامعہ نظامیہ" حاصل کی۔ ابو نجیب سہر وردی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ (پیری مریدی کے) سلسلے "سہر وردیہ" کو شروع کرنے والے ہیں۔ آپ کا بیان بہت اچھا ہوتا تھا کہ آپ کا بیان سن کر ہزاروں لوگ گناہوں والی زندگی چھوڑ کر نیکیوں والی زندگی اپنا لیتے تھے۔ 563 سِنِ ہجری جمعۃ المبارک کے دن آپ کا

انتقال ہوا۔(تذکرہ مشائخ سہروردیہ قلندریہ، ص۱۰۷تا۱۱۰)

اللہ کے ولی کی شان:

اللہ پاک نے اپنے ولیوں کو بڑا مقام دیا ہے پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا کہ اللہ پاک جب کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو حضرت جبرئیل عَلَیْہِ السَّلَام کو بلا کر ان سے فرماتا ہے کہ میں فلاں سے محبت کرتا ہوں تم بھی اس سے محبت کرو، تو حضرت جبرئیل عَلَیْہِ السَّلَام اس سے محبت کرتے ہیں، پھر حضرت جبرئیل عَلَیْہِ السَّلَام آسمان میں ندا کرتے (پُکارتے) ہیں کہ اللہ پاک فلاں سے محبت کرتا ہے تم بھی اس سے محبت کرو تو آسمان والے بھی اس سے محبت کرتے ہیں، پھر اس کے لیے زمین میں مقبولیت رکھ دی جاتی ہے (یعنی زمین والے اُسے پسند کرنے لگتے ہیں)۔(مسلم،کتاب البرّ والصلۃ والآداب، ص۱۴۱۷، الحدیث:۱۵۷(۲۶۳۷) ملتقطا)

حکایت (05): ”تیز بارش شروع ہو گئی“

ایک مرتبہ حضرت ابو اسحاق چشتی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کے شہر میں بارشیں ہونا بند ہو گئیں تو لوگ بہت پریشان ہو گئے، فقیر اور غریب لوگ کھانا نہ ملنے کی وجہ سے مرنے لگے۔ وہاں کا خلیفہ (حاکم۔ruler) آپ کے پاس آیا اور عرض کی کہ آپ جیسے اللہ پاک کے وَلی کے ہوتے ہوئے بھی بارش نہیں ہو رہی۔ آپ اللہ پاک سے دعا کریں کہ آپ کی دعا قبول ہوتی ہے، آپ دعا فرمائیں تاکہ بارش ہو اور فقیروں کو سکون ملے۔ آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ نے فرمایا: ہم نے بہت دنوں سے محفل نہیں کی، ہمیں کلام سناؤ کہ جب ہماری آنکھوں سے (اللہ پاک کی محبّت اور اُس کے خوف میں) آنسوؤں کا پانی نکلنا شروع ہو گا اس وقت بارش بھی ہو جائے گی۔ حضرت ابو اسحاق چشتی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ نے خلیفہ کو واپس بھیجتے ہوئے کہا: بارش ضرور ہو گی (ان شاء اللّٰہ!) جب محفل شروع ہوئی تو آپ کی آنکھوں سے آنسو بہنا شروع ہو گئے اسی وقت اللہ پاک کے حکم سے بادل آئے اور بارش بھی شروع ہو گئی جس سے لوگوں کو آرام ملا۔ بارش کے دو (2) دن بعد خلیفہ آپ کے پاس دوبارہ آیا۔ تو خلیفہ کو دیکھ کر حضرت ابو اسحاق چشتی رَحْمَۃُ اللّٰہ

www.farzuloom.net

عَلَیْہ رونے لگے، آپ کے رونے پر وہ بھی رونے لگا، بعد میں لوگوں نے آپ سے پوچھا: خلیفہ کو دیکھ کر آپ نے رونا کیوں شروع کر دیا تھا تو آپ نے عاجزی کرتے ہوئے اور اللہ پاک سے ڈرتے ہوئے فرمایا کہ: نہ جانے مجھ سے ایسی کون سی غلطی ہو گئی ہے کہ دو (2) دن سے دنیا والوں سے ملاقات ہو رہی ہے اور فقیروں کی محبّت سے میرے دل کو ہٹا دیا گیا ہے۔ (سیر الاقطاب، ص ۸۵ ملخصا)

اس سچے واقعے سے پتا چلا کہ اللہ پاک اپنے ولیوں کو بہت بڑے درجے (ranks) دیتا ہے اور اللہ کے ولی، اللہ پاک کی رحمت کا یقین (sure) بھی رکھتے ہیں اور اللہ پاک ان کی دعائیں قبول فرماتا ہے۔

تعارُف (Introduction):

حضرت خواجہ ابو اسحاق چشتی جمعہ کے دن 237 سنِ ہجری مُلکِ شام کے شہر دمشق میں پیدا ہوئے، آپ اپنے وقت کے بہترین عالمِ دین تھے۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ (پیری مریدی کے) سلسلے "چشتیہ" کو شروع کرنے والے ہیں۔ (سیر الاقطاب، ص ۸۴ ملخصا۔ اقتباس الانوار، ص ۲۰۷ ملخصا)

اللہ کے ولی کی شان:

اللہ پاک کے محبوب بندے وہ ہیں جو پرہیز گار (یعنی نیک) اور کمال والے ہیں، جب وہ غائب ہو جائیں تو انہیں تلاش نہ کیا جائے اور جب وہ حاضر ہوں تو انہیں پہچانا (recognize) نہ جائے، یہی لوگ ہدایت کے امام (Imam of guidance) اور علم کے چراغ (lamp of knowledge) ہیں۔ (حلیۃ الاولیاء، مقدمۃ المصنف، ۱/ ۴۲، حدیث: ۱)

حکایت (06): "پتھر روٹی بن گئے!"

حضرت احمد کبیر رفاعی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے بھانجے (بہن کے بیٹے) حضرت عبد الرحمٰن رفاعی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: ایک مرتبہ میں ایسی جگہ چھپ کر بیٹھا تھا کہ جہاں سے میں اپنے ماموں امام رفاعی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کو دیکھ کر ان کی باتیں سن سکتا تھا کہ اچانک (suddenly) اوپر سے ایک آدمی زمین پر آ گیا اور آپ کے سامنے آ کر بیٹھ

www.farzuloom.net

گیا، آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے فرمایا: مشرق(east)سے آنے والے کو خوش آمدید(well come)،اس نے عرض کی: بیس(20)دن سے میں نے نہ کچھ کھایا ہے نہ پیا ہے میں چاہتا ہوں آپ مجھے میری پسند کا کھانا کھلائیں، آپ نے فرمایا: تم کیا کھانا چاہتے ہو؟اس نے نظر اٹھائی تو پانچ مُرغابیاں(wildfowl)ہوا میں اڑ رہی تھیں اس نے کہا: مجھے ان میں سے ایک بھنی ہوئی (fried)مُرغابی، گندم (wheat)کی دو (2)روٹیاں اور ٹھنڈے پانی کا ایک(1) جگ چاہیے، آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے ان مُرغابیوں کو دیکھا اور فرمایا: فوراً اس آدمی کی بات پوری کردو!ابھی بات مکمل بھی نہ ہوئی تھی کہ ان میں سے ایک بھنی ہوئی مُرغابی(fried wildfowl)آپ کے پاس آگئی، پھر آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے اپنے قریب پڑے ہوئے دو(2)پتھروں کو اُٹھا کر جیسے ہی اس کے سامنے رکھا تو وہ فوراً بہترین آٹے کی دو (2)روٹیاں بن گئے، پھر ہوا میں ہاتھ اوپر کیا تو لال رنگ کا پانی سے بھرا ہوا جگ آگیا اس کے بعد اس نیک آدمی نے کھانا کھایا اور پھر جس طرح آیا تھا اُسی طرح واپس چلا گیا، اُس کے جانے کے بعد آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے تمام ہڈیوں(bones)کو الٹے ہاتھ میں لیا اور ان پر اپنا سیدھا ہاتھ پھیرتے ہوئے فرمایا: اے ہڈیو، مل جاؤ! اللہ پاک کے حکم اور بِسْمِ اللہ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیم کی برکت سے اُڑ جاؤ۔ دیکھتے ہی دیکھتے وہ ہڈیاں زِندہ مُرغابی بن گئیں اور وہ مرغابی ہوا میں اُڑنے لگی۔(جامع کرامات الاولیاء،۱/۴۹۴،ملخصاً)

اس سچے واقعے سے پتا چلا کہ اللہ پاک نے اپنے ولیوں کو ایسی طاقت دی ہے کہ وہ ایسے کام کرسکتے ہیں جو عام آدمی نہیں کرسکتا۔ دنیا کی چیزیں ان کے حکم پر چلتی ہیں وہ جس کام کا ارادہ(intention)کرتے ہیں اللہ پاک اپنی رحمت سے اُسے پورا فرما دیتا ہے۔

تَعَارُف(Introduction):

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِ کا نام احمد بن علی ہے۔ آپ امام حسین رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کی اولاد میں سے ہیں۔ آپ نے صرف سات(7)سال کی عمر میں قرآنِ پاک یاد کرلیا، صرف بیس(20)سال کی عمر میں بہت سارا علمِ دین حاصل کرلیا اور ساتھ ہی اپنے ماموں جان شیخ منصور رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِ سے اہم دینی علم بھی حاصل کرنے لگے۔(فیضان احمد کبیر رفاعی

،ص ۱ تا ۶ ملخصاً) آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِ (پیری مریدی کے) سلسلہ رفاعی کو شروع کرنے والے ہیں (الاعلام للزرکلی، باب الرفاعی
،ج۱، ص۱۷۴) ۲۲ جمادی الاولی ۵۷۸ھ کو ظہر کے وقت آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِ کا انتقال ہوا۔ (فیضان احمد کبیر رفاعی، ص ۳۱)

اللہ کے ولیوں کی شان:

فرمانِ آخری نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: **اَدْفِنُوْا مَوْتَاكُمْ وَسْطَ قَوْمٍ صَالِحِيْنَ** یعنی اپنے مُردوں کو نیکوں کے درمیان دفن (buried) کرو۔ (کنز العمال، الحدیث ۴۲۳۶۴، ج۱۵، ص ۲۵۴)

حکایت (07): "بریلی سے مدینہ"

مدینہ پاک میں رہنے والے حاجی محمد عارِف ضِیائی کہتے ہیں کہ ایک بار حُضور **قُطبِ مدینہ** مولانا ضیاءُ الدّین قادِری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے مجھ سے فرمایا: میں ایک بار مدینے والے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے مزار شریف پر حاضر ہوا۔ سلام عَرض کرنے کے بعد جب واپس جانے لگا تو اچانک (suddenly) میری نظر پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی جالیوں کی طرف چلی گئی تو مجھے جالیوں کے سامنے اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نظر آئے۔ میں بہت حیران (surprise) ہوا کہ میرے پیر صاحب، امام اہلسنّت رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ مدینہ پاک میں ہیں اور مجھے معلوم تک نہیں۔ اب میں دوبارہ جالی شریف کے پاس حاضر ہوا لیکن اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ مجھے نظر نہیں آئے تو میں پھر واپس جانے لگا، جاتے جاتے میری نظر پھر جالی شریف کی طرف گئی تو دیکھا کہ اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ وہیں حاضر ہیں، لہٰذا میں پھر جالیوں کے پاس آگیا لیکن اب بھی اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ موجود نہ تھے۔ تیسری بار بھی اِسی طرح ہوا۔ میں سمجھ گیا کہ یہ راز (secret) کا مُعاملہ ہے، مجھے اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے پاس نہیں جانا چاہیے۔ (بریلی سے مدینہ ص ۳ تا ۵ ملخصاً)

اس سچے واقعے سے پتا چلا کہ اللہ پاک نے اپنے اولیاء کو بہت طاقت دی ہے۔ وہ جب چاہیں، جہاں جانا چاہیں، جاسکتے ہیں اور مزے کی بات یہ ہے کہ وہ جہاں جس سے ملنے جانا چاہیں، اُس سے مل لیتے ہیں، کسی اور سے ملنے کی

خواہش(desire)نہ ہو تو اسی جگہ کوئی دوسرا اُن سے نہیں مل سکتا۔

تَعارُف(Introduction):

ولی کامل، مُجدِّد و عالِم دین، عاشقِ نبی، سلسلہ قادریہ کے بزرگ، کئی کتابیں لکھنے والے مُصَنِّف، ترجمہ قرآن کرنے والے مُفَسِّر، ہزاروں فتوے دینے والے مُفتی، حافظِ قرآن، کئی علوم میں ماہر(expert)، نیک و پرہیز گار مولانا شاہ امام احمد رضا خان رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ بہت ہی بڑے عالِم تھے، آپ نے دینی مسائل کے جو جوابات لکھے ہیں، جب انہیں جمع کیا گیا اور عربی وغیرہ کا ترجمہ کیا گیا تو وہ بائیس ہزار(22,000) سے بھی زیادہ صفحات بن گئے، دنیا کے مختلف ممالک(different countries) کے علماء نے آپ کو مُجَدِّد کہا یعنی آپ کو اتنا بڑا عالم کہا کہ سو(100) سال میں اتنا بڑا عالم پیدا ہوتا ہے۔ اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ اُن علماء میں سے ہیں کہ جن کی ساری زندگی مدینے والے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی شان بیان کرتے ہوئے گزری اور آپ نے اُمّت(nation) کو شیطانی وسوسوں سے بچا کر عشقِ رسول کے راستے پر چلایا۔ اس کے ساتھ ساتھ آپ کا روحانی درجہ (spiritual status) بھی بہت بڑا تھا، آپ کے پیر صاحب نے جیسے ہی آپ کو اپنی بیعت میں لیا(یعنی مرید کیا) اُسی وقت اس بات کی اجازت دے دی کہ آپ بھی لوگوں کو اپنا مرید بنا سکتے ہیں حالانکہ آپ کے پیر صاحب اس طرح اجازت دیتے ہی نہ تھے اور روتے ہوئے فرمانے لگے کہ اگر کل قیامت کے دن اللہ پاک نے فرمایا کہ تو میرے لیے کیا لایا ہے تو میں کہہ دونگا "**احمد رضا**"۔

اللہ پاک کے ولی کی شان:

فرمانِ آخری نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم: اللہ پاک فرماتا ہے جو میرے کسی ولی سے عداوت(یعنی دشمنی) رکھے میں اسے اعلانِ جنگ دیتا ہوں۔(بخاری،۴/۲۴۸،حدیث:۶۵۰۲)

حکایت(08): "پانی پر چلنے والے بزرگ"

www.farzuloom.net

ایک مرتبہ سردی کے موسم سے پہلے حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبندی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے اپنے ایک مرید سے فرمایا کہ اس مرتبہ سردی سے بچنے کے لیے لکڑیاں زیادہ جمع کرلینا۔ آپ کے حکم کے مطابق بہت ساری لکڑیاں جمع کرلی گئیں تو دوسرے ہی دن سے برف باری(snowfall) شروع ہوگئی اور یہ برف باری چالیس(40) دن تک جاری رہی۔ اس دوران آپ نے اپنے ایک مرید کو اپنے ساتھ چلنے کا حکم دیا اور جہاں جانا تھا وہاں تک پہنچنے میں تین (3) دن پیدل چلنے کا راستہ (walking distance) تھا۔ جب راستے میں پانی کی ندی آئی (river) آیا) تو آپ نے مرید سے فرمایا: پانی پر پاؤں رکھو اور چلتے رہو، مرید نے دیکھا کہ پانی بہت گہرا (deep water) ہے تو وہیں رُک گیا۔ آپ نے پھر مرید کو فرمایا کہ چلو تو اُس نے چلنا شروع کر دیا۔ حضرت خواجہ بھی ان کے پیچھے پیچھے چل رہے تھے جب پانی سے آگے نکل آئے تو حضرت خواجہ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے مرید سے فرمایا: اپنے موزے (socks) دیکھو کہ ان پر پانی تو نہیں لگا! مرید نے اپنے موزے دیکھے تو اللہ پاک کے کرم سے موزہ پانی سے گیلا (wet) نہیں ہوا تھا۔ (تذکرہ مشائخ نقشبندیہ، ص ۱۵۲)

اس سچے واقعے سے پتا چلا کہ اللہ پاک نے اپنے ولیوں کو ایسی طاقتیں دی ہیں کہ چاہیں تو گہرے پانی (deep water) میں چلیں اور دوسروں کو چلا دیں اور یہ سب اللہ پاک ہی کا کرم ہے۔

تعارُف (Introduction):

حضرت خواجہ محمد بہاؤالدین نقشبند 718 ہجری میں پیدا ہوئے۔ آپ شریعت کے اصولوں کے مطابق زندگی گزارتے تھے، کھانا اکثر اپنے ہاتھوں سے بناتے اور دستر خوان پر بیٹھے ہوئے مُریدوں کو اپنے ہاتھوں سے تقسیم فرماتے تھے۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ (پیری مریدی کے) سلسلہ نقشبندیہ کو شروع کرنے والے ہیں۔ آپ نے بے شمار لوگوں کو برائیوں کے راستے سے ہٹا کر نیکیوں کے راستے پر چلایا۔ (انسائیکلوپیڈیا اولیاء کرام، ص ۵۸، ۵۹ ملخصا)

اللہ کے ولی کی شان:

فرمانِ آخری نبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: کیا میں تمہیں ان لوگوں کے بارے میں خبر نہ دوں جو جنّت کے بادشاہ

www.farzuloom.net

ہیں؟ عرض کی گئی: کیوں نہیں۔ فرمایا: وہ کمزور اور ناتواں (یعنی کمزور) شخص (جنّت کا بادشاہ ہے) جو پھٹے پرانے کپڑے (torn old clothes) پہنتا ہو اور لوگ اس کی پرواہ نہیں کرتے ہوں (people don't care about them) لیکن اگر وہ اللہ پاک کے بھروسے (trust) پر کسی چیز کی قسم کھالے تو اللہ پاک اُسے پورا فرمادے گا۔ (ابن ماجۃ، کتاب الزھد، باب من لایؤبہ لہ، ۴/۴۲۹، حدیث: ۴۱۱۵)

حکایت (09): ”مدینے میں حاضر ہیں مگر!“

مولانا محمد شریف رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں میں حج کے لیے مکہ پاک گیا پھر مدینہ پاک حاضر ہوا۔ اب میں نبی پاک صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی بارگاہ میں حاضری کے لیے مسجدِ نبوی کے پاس پہنچا تو گنبد خضراء کے سامنے ایک سفید داڑھی (white beard) والے اور بہت نورانی اور روشن چہرے (bright face) والے بزرگ کو دیکھا جو پیارے آقا صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے مزار مبارک کی طرف منہ کرکے ادب سے دوزانو (جیسے نماز میں بیٹھتے ہیں) بیٹھ کر کچھ پڑھ رہے تھے پھر مجھے معلوم ہوا کہ یہ تو عرب شریف کے بہت بڑے عالم حضرت علامہ یوسف بن اسماعیل نَبہانی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ ہیں، میں آپ کے چہرے کی نورانیت اور خوبصورتی دیکھ کر بہت حیران (surprised) ہوا پھر میں آپ کے قریب جاکر بیٹھ گیا اور سلام کیا اور ہاتھ ملایا، میں نے علامہ اسماعیل رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے عرض کی: حضور میں ہندوستان (India) سے آیا ہوں میں نے آپ کی کتابیں بھی پڑھی ہیں اور مجھے آپ سے بہت محبت ہے۔ پھر میں نے آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے عرض کیا: حضور آپ پیارے آقا صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے مُبارک روضے (یعنی مزار شریف) سے اتنا دور کیوں بیٹھے ہیں؟ میری یہ بات سن کر آپ رونے لگے اور روتے روتے فرمایا: میں اس لائق کہاں کہ پیارے آقا صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے قریب جاؤں۔ اس کے بعد میں ان کے گھر کئی مرتبہ حاضر ہوا میں نے آپ کو پیارے آقا صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے بہت زیادہ محبت کرنے والا پایا۔ (جواہر البحار مترجم، پیش لفظ، ص۱۰)

اس حکایت (سچے واقعے) سے ہمیں یہ درس (lesson) ملا کہ بزرگانِ دین نبی کریم صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے

www.farzuloom.net

روضہ مُبارک (یعنی مزار شریف) کا بہت ادب کرتے تھے اورنیک ہونے کے باوجو د خود کو گناہگار (sinner) سمجھتے تھے۔ ہمیں بھی پیارے آقا صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّم، آپ کے مزار اور جالیوں کا ادب کرنا چاہیے۔ جب مدینے پاک حاضری ہو تو ہر گز ہر گز جالیوں کی طرف پیٹھ (کمر) نہیں کرنی بلکہ اپنا چہرہ (منہ) پیارے آقا صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے مزار مبارک کی طرف کرنا ہے۔

تعارُف (Introduction):

علامہ یوسف بن اسماعیل نَبہانی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ زبردست عاشقِ رسول، اللہ پاک کے ولی اور بہت بڑے عالمِ دین تھے۔ آپ 1849 سن عیسوی میں عرب شریف میں پیدا ہوئے۔ آپ عبادت کے علاوہ فتویٰ (یعنی دینی مسائل لکھ کر) دینے، کتابیں لکھنے کی وجہ سے بہت مصروف (busy) رہتے مگر پھر بھی حرمین شریفین یعنی مکۃُ المکرّمہ اور مدینۃُ المنّورہ بار بار حاضری کے لیے جاتے رہتے تھے۔ آپ سچے عاشقِ رسول تھے یہی وجہ ہے کہ آپ نے دیگر کتابوں کے ساتھ ساتھ درود پاک اور پیارے آقا صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے فضائل پر بہت بہترین کتابیں لکھیں جنہیں پڑھ کر آج بھی عاشقانِ رسول فائدہ اٹھاتے ہیں۔ جب آپ نے اپنی زندگی کی آخری کتاب لکھی تو خواب میں پیارے آقا صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی زیارت ہوئی تو پیارے آقا صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے آپ کی کتاب کو اپنے سینے سے لگایا، آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے عرض کی: یارسول اللہ صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّم اب آپ سے دور نہیں رہا جاتا پھر آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا انتقال ہو گیا۔ (جواہر البحار مترجم، پیش لفظ، ص۹ تا ۱۲)

اللہ کے ولی کی شان:

نبی کریم صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے اولیاء کرام کی فضیلت کے بارے میں فرمایا: اللہ پاک کی مخلوق (all creatures) میں اس کے کچھ خاص بندے (یعنی ولی) ہیں کہ جنہیں اللہ پاک عافیت (یعنی امن وسلامتی) کے ساتھ زندہ رکھتا ہے، اور انہیں عافیت میں ہی موت عطا فرماتا ہے اور انہیں جنّت میں بھی عافیت کے ساتھ داخل فرمائے گا۔ (الاولیاء لابی الدنیا، ص ۱۰)

----

www.farzuloom.net

حکایت(10): "شیر اور لنگڑی لومڑی"

حضرت داتا گنج بخش رَحمَۃُاللہِ عَلَیْہِ فرماتے ہیں: میں نے شیخ احمد رَحمَۃُاللہِ عَلَیْہِ سے ان کی توبہ کی وجہ پوچھی تو کہنے لگے: ایک بار میں اپنے اُونٹوں کو لے کر جا رہا تھا۔ راستے میں ایک بُھوکے شیر نے میرا ایک اُونٹ زخمی(injured) کر کے گرادیا اور پھر اوپر ایک جگہ پر چڑھ گیا اور آواز نکالنے لگا، اُس کی آواز سنتے ہی بَہُت سارے جانور آ گئے۔ شیر نیچے آ گیا اور اُونٹ کو مار دیا مگر خود کچھ نہ کھایا بلکہ دوبارہ اوپر چلا گیا، جمع ہونے والے جانور اُونٹ کو کھانے لگے اور کھا کر چلے گئے۔ اب جو گوشت بچ گیا، اُسے کھانے کے لئے شیر قریب آیا تو ایک لنگڑی لُومڑی(lame fox) دُور سے آ رہی تھی، شیر پھر اوپر چلا گیا۔ جب لُومڑی کھا کر چلی گئی تب شیر نے اُس گوشت میں سے تھوڑا سا کھایا۔ شیخ احمد رَحمَۃُاللہِ عَلَیْہِ کہتے ہیں کہ: میں دُور سے یہ سب دیکھ رہا تھا، اچانک شیر نے میری طرف دیکھا اور صاف آواز میں بولا: "احمد! ایک ٹکڑا(piece) دوسروں کے لیے چھوڑ دینا تو کُتّوں(dogs) کا کام ہے، اللہ پاک کو خوش کرنے کے لیے مرد تو اپنی جان بھی دے دیتے ہیں۔ بس میں نے اپنے تمام گناہوں سے توبہ کی اور دنیا سے دور ہو کر **اللہ** پاک کی عبادت کرنے لگ گیا۔ (کشف المحجوب، ص۴۰۲، ملخصاً)

اس حکایت سے معلوم ہوا کہ جب ایک جانور دوسرے جانوروں کا خیال رکھتا ہے تو ہمیں انسان ہو کر دوسروں انسانوں کا خیال رکھنا چاہیے۔

تعارُف(Introduction):

حضرت داتا علی ہجویری رَحمَۃُاللہِ عَلَیْہِ کم و بیش 400 سنِ ہجری میں پیدا ہوئے۔ آپ رَحمَۃُاللہِ عَلَیْہِ امام حسن رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کی اولاد سے ہیں۔ آپ رَحمَۃُاللہِ عَلَیْہِ کی کُنیَت(kunyah) "ابو الحسن"، نام "علی" اور لقب "داتا گنج بخش" ہے۔ بچپن ہی سے محنت کے ساتھ علمِ دین حاصل کرنا شروع کیا۔ آپ رَحمَۃُاللہِ عَلَیْہِ کا انتقال 20 صفر 465 سنِ ہجری میں ہوا۔ آپ کا مزار شریف لاہور میں ہے۔

www.farzuloom.net

اللہ کے ولی کی شان:

فرمانِ آخری نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم: تمہارا سب سے بہتر جگہ بیٹھنا اللہ پاک کے ان نیک بندوں کے ساتھ بیٹھنا ہے، جن کو دیکھنے سے تمہیں اللہ پاک کی یاد آجائے، ان سے بات کرنے سے تمہارے علم میں اضافہ ہو، اور ان کے اعمال دیکھ کر تمہیں آخرت (یعنی مرنے کے بعد کی زندگی) کی یاد آجائے۔(الاولیاء لابی الدنیا، ص۱۷)

حکایت (11): "کل کیا منہ دکھائیں گے؟"

ایک مرتبہ حضرت خواجہ غریب نواز رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ ایک ایسے شہر میں گئے کہ جہاں کے لوگ وقت سے پہلے ہی نماز کے لئے تیار ہو جاتے اور وقت پر نماز پڑھتے۔ ان کا کہنا تھا کہ اگر ہم جلد ہی نماز کی تیاری نہیں کریں گے تو ہو سکتا ہے اس کا وقت نکل جائے پھر کل قیامت کے دن کس طرح یہ منہ اللہ پاک کے رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو دکھا سکیں گے؟ (دلیل العارفین، ص۸۳) حضرت خواجہ غریب نواز رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: نماز ایک امانت ہے جو اللہ پاک نے اپنے بندوں کو دی ہے، لہٰذا مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ اس امانت کو پورا کریں۔ (دلیل العارفین، ص۸۳ مُلخصاً)

اس سچے واقعے سے پتہ چلا کہ نماز کو امانت سمجھیں اور نماز وقت پر ادا کرنے کی عادت بنائیں۔

تَعَارُف (Introduction):

حضرت خواجہ غریب نواز رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ 537 سنِ ہجری میں "سنجر" میں پیدا ہوئے۔ آپ کا نام "حسن" ہے۔ "مُعینُ الدّین" اور "غریب نواز" مشہور لقب (title) ہیں۔ آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کے مزاج میں نرمی تھی۔ سخت بات سُن کر غصّہ نہ فرماتے۔ 6 رجبُ المرجب 633 سنِ ہجری میں آپ کا انتقال ہوا۔ آپ کا مزار شریف ہند کے مشہور شہر اجمیر شریف میں ہے۔

اللہ کے ولی کی شان:

فرمانِ آخری نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم: بے شک میری اُمّت میں ایسے لوگ بھی ہیں کہ اگر وہ تم سے ایک (1) دینار مانگیں تو تم انہیں نہیں دوگے، اگر وہ تم سے ایک دِرہم (1) مانگیں تو تم منع کر دوگے، اور اگر ایک (1)

www.farzuloom.net

پیسہ مانگیں تب بھی تم منع کر دوگے۔(لیکن ان لوگوں کا اللہ پاک کی بارگاہ میں ایسا درجہ (special ranks) ہے)اگر وہ **اللہ** پاک سے جنّت مانگ لیں تو وہ انہیں ضرور عطا فرمائے۔(المعجم الاوسط، ۵/ ۳۴۴، حدیث:۷۵۴۸ ملخصا)

حکایت(12): "بزرگوں کی زبان"

ایک شخص نے بابافرید رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے عرض کی:میری کئی لڑکیاں ہیں جن کی شادی کے اخراجات (expenses)اٹھانامیرے بس میں نہیں۔یہ سُن کر آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے مٹی کا ایک ٹکڑا اُٹھایا، سورۂ اخلاص (یعنی قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۚ مکمل سورت) پڑھ کر دم کیا جس سے وہ مٹّی سونا(gold)بن گی۔ آپ نے اُسے سونا دے کر فرمایا:اسے لے جاؤ اور اپنی لڑکیوں کی شادی کرو۔اُس آدمی کے دل میں لالچ پیدا ہوگئی کہ سونا بنانے کا طریقہ پتا چل گیا۔اُس نے گھر پہنچ کر بہت ساری مٹی جمع کی اور سورۂ اخلاص پڑھ کر دم کیا مگر جب وہ پڑھتے پڑھتے تھک گیا اور تھوڑی سی مٹی بھی سونا نہیں بنی تو اُس نے اپنے ایک دوست کو ساری بات بتا دی ۔ دوست سمجھدار (sensible) تھا کہنے لگا: **بھائی! سورۂ اخلاص تو وہی ہے مگر بابا فرید صاحب رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی زبان کہاں سے لاؤ گے ؟**(انوار الفرید، ص۳۰۰ملخصاً)

اس حکایت (سچے واقعے) سے ہمیں یہ درس (lesson) ملا کہ اللہ پاک کے نیک بندے اپنی زبان کو گناہوں سے بچاتے اور نیکیوں میں استعمال کرتے ہیں اسی لیے اللہ پاک اُن کی زبان میں اثر(effect) پیدا فرمادیتا ہے۔ہمیں بھی چاہیے کہ نیک بندوں کی طرح اپنی زبان کو گناہوں سے بچائیں اور نیکیوں میں استعمال کریں۔

تعارُف(Introduction):

بابافرید صاحب رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ 569ھ یا 571ھ مطابق 1175ء میں پیدا ہوئے۔(سیر الاولیاء مترجم، ص۱۵۹،

انوارالفرید، ص۴۸،۴۲) آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ قرآن پاک حفظ کرنے اور ابتدائی تعلیم حاصل کرنے کے بعد ملتان آ گئے اور وہاں قرآن و حدیث، فقہ (یعنی دینی مسائل) اور کئی شرعی علم حاصل کیے۔(خزینۃ الاولیاء، ۲/۱۱۰ ملخصاً) آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا انتقال، 5 مُحرمُ الحرام 664ھ مطابق 17 اکتوبر 1265ء کو ہوا۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا مزار پنجاب (پاکستان) کے شہر پاکپتن شریف میں ہے۔(فیضان بابا فرید گنج شکر، ص۹۶ تا ۹۸)

اللہ کے ولیوں کی شان:

پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا کہ اللہ پاک ارشاد فرماتا ہے: **هُمُ الْقَوْمُ لَا يَشْقَى بِهِمْ جَلِيْسُهُمْ** یعنی یہ وہ لوگ ہیں کہ ان کے پاس بیٹھنے والا بدبخت (bad luck) نہیں رہتا۔(صحیح مسلم، الحدیث: ۲۶۸۹، ص ۱۴۴۴، ملتقطاً)

---

www.farzuloom.net